گالیاں کھا کر بھی بے مزہ نہ ہوا

تحریر بابر ظہیر سندھ

اخلاقیات کو اسلام میں جو بلند مقام حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں اور اسلام کے آنے کا بڑا مقصد ہی یہ ہے کہ بنی نوع انسان کے اخلاق کی اصلاح کی جائے لوگوں کی طبیعتیں سنوریں، کردار نکھریں، لیلائے سیرت کے حسن کو چار چاند لگیں۔ مزاج کی دلہن فضائل کے زیور سے اور نیکیوں کے پھولوں سے آراستہ ہو اور نقوش اندرون کی تمام دوشیزائیں رباب زندگی کے لاہوتی نغموں سے کیف ایمان پائیں۔

اور یاد رکھیے خلق کے معنی ظاہری شکل وصورت کے ہیں اور خُلق باطن شکل وشبیہ کو کہتے ہیں اور باطنی شکل وشبیہ سے مراد سبھاؤ، برتاؤ، خصلت، عادت، سیرت، طبعیت، مزاج، سلیقہ اور لیاقت ہے جب تک انسان کے یہ باطنی اوصاف درست اور اعتدال پر نہ ہوں انسان کو انسانیت نہیں ملتی اور انسانیت کی شرافت کے تاج میں آدمیت کے موتیوں کی میناکاری جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے۔ ایک مسلمان جب دوسرے مسلمان سے ملتا ہے تو دونوں جب ایک دوسرے کی دوستی واخوت کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں دونوں کے درمیان جب محبت کا ساغر گردش کرنے لگتا ہے تو سب سے پہلے ایک دوسرے کے برتاؤ اور عادت کی جانچ ہوتی ہے خوخصلت اور مزاج مصلے پر ہی تجربہ کی سان پر چڑھتے ہیں جو دوست دریائے اخلاق کا تیراک بن کر سیرت زیبا کی موجوں سے ... انار سے

جا لگتا ہے انسانی معاشرے میں محبت و عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے باوقار اور محبوب ہو جاتا ہے اور اس کے اندر حق و صداقت کو قبول کرنے اور کذب و باطل کو ٹھکرانے کی بے تاب صلاحیتیں انگڑائیاں لینے لگتی ہیں اس کے برعکس بد اخلاقی کا زہر پینے والے متحرک نعیش ہوتے ہیں جن کے تعفن اور بدبو سے خلقت بیزار ہونے لگتی ہے۔ آپ کو جاننا چاہئے کہ دنیا میں علم سے بڑھ کر کوئی عزت، بزرگی مرتبہ اور دولت نہیں ہے۔ فرض کیجئے کہ ایک بہت بڑا عالم ہے اس کا علم بحر بیکراں ہے لیکن اگر اسی عالم کی طبعیت سے بد اخلاقی کے فوارے پھوٹتے ہیں وہ نہ صرف اس کے علم کا سمندر ہی خشک ہو کر کھائیوں اور صحراؤں میں تبدیل ہو جائے بلکہ عامۃ الناس اور اس عالم کے درمیان نفرت و نفرین کا ایک تپتا ہوا ریگ زار ظہور پذیر ہوگا جس کے نتیجہ میں نہ لوگ اس کے علم سے مستفید ہو سکیں گے اور نہ وہ علم کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوگا اسی طرح سوء خلق یعنی برے اخلاق کی برائیوں اور خرابیوں کے پیش نظر آپ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ انسان کے لئے کس درجہ ہے اخلاق حسنہ کی ضرورت ہے اور رسول اللہ ﷺ کے شرف لا مثال کے ساتھ خلق عظیم کی دولت سے بھی مالا مال تھے آپ کی عادت مزاج اور طبعیت میں اعتدال پایا جاتا تھا ایسا اخلاق کہ انسانیت میں کوئی بھی اس نقطہ کمال تک نہیں پہنچ سکا اور اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے طریقہ زندگی کو ہمارے لئے اسوۂ حسنہ اور نمونہ بنایا اور خلق عظیم کا سرٹیفکیٹ جاری فرمایا "انک لعلی خلق عظیم" اور بے شک آپ اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں اگر آپ اعلیٰ اخلاق کے حامل نہ ہوتے تو خوش خلقی کا نمونہ پیش نہ کر سکتے۔ تبدیل سیرت پذیر نہ ہوتی تو عرب کی سنگلاخ زمین سے [illegible] غیر مہذب [illegible]

وحشی انسان کبھی سیدھی راہ پر نہ آتے ہدایت والے راستے کو قبول نہ کرتے اور اسلام کی خاطر اپنی جانیں دینے کے لئے کبھی تیار نہ ہوتے اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا:

﴿ولو كنت فظا غليظ القلب لن فضوا من حولك﴾

"اے رسول اللہ اگر آپ سخت دل ہوتے تو ہرگز یہ لوگ آپ کے قریب نہ آتے یعنی اگر تیرا اخلاق اچھا نہ ہوتا تو تبلیغ وعظ اور نصیحت کا اثر نہ ہوتا اور ترش روئی کی وجہ سے کوئی تیرے نزدیک تک نہ پھٹکتا۔ زمانہ نبوت کے تیئیس سالہ عرصہ میں سوا لاکھ شمع رسالت کے پروانوں کے ہجوم نے ثابت کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ فی الواقع بہت اخلاق کے مالک تھے اور آپ کے خلق عظیم ہی کی بدولت اسلام کو کہکشاں گیر ترقی کا شرف حاصل ہوا اپنی امت کو اخلاق حسنہ کی تعلیم دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ حقیقت بیان فرماتے ہیں: ان من خياركم احسنكم اخلاقا "(بخاری)

"بے شک تم میں سے بہتر وہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہے"

یہ بات کس قدر قابل غور ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب آئینہ دیکھتے تو پڑھتے اللهم حسبت خلقي فحسن خلقي "(مسند امام احمد)

خدائے قدوس کی بارگاہ سے گیسو رائے اخلاق کی غیر فشائیوں کی فضائیں شانہ کشی کی توفیق مانگتے ہیں اور جن مسلمانوں کو سکھانے پڑھانے کے لئے ایسی دعا کرتے ہیں ان کا یہ حال ہے کہ زندگی کا ہر پہلو گوشہ زاویہ اور شعبہ اخلاقی روشنی سے ایک ایک لمحہ اور مشعاع کو ترستا ہے کیا جگر خراش منظر ہے کہ مسلمانوں کی تمدنی، معاشی، معاشرتی اور مذہبی حالتیں اخلاقیات کی جان پہچان ہو

بقیہ ۴۱-۴۱